عبدالرحمن جامی نقشبندی (جلال پور پیر والہ ضلع ملتان)

بطلِ حریت حضرت امیرِ شریعت اور ان کے خاندان سے میرا نظریاتی تعلق

انسانی زندگی میں دین اور نظریاتی تعلق ایک ایسا اٹوٹ رشتہ ہے جو حقیقی رشتوں محبتوں سے کہیں زیادہ اور کبھی نہ ختم ہونے والا لازوال، بے مثال اور انمٹ جذبوں سے سرشار ہوتا ہے۔ نظریاتی تعلق ایک ایسا رشتہ ہے جس کے لئے انسان اپنی جان و مال، اولاد و اسباب کی پرواہ کئے بغیر سب کچھ لٹانے کے لئے مر مٹتا ہے۔ یہی کیفیت میرے خاندان کے مرد مجاہد سالار احرار میاں صوفی عبدالمجید احرار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی امیرِ شریعت، خطیب الامت، بطلِ حریت، سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس اللہ سرہ العزیز کے ساتھ نظریاتی وابستگی تھی۔ دین اسلام کی سر بلندی، ناموس رسالت و عظمت صحابہ کے تحفظ کی جدوجہد میں جہاں امیرِ شریعتؒ نے زندگی کا اکثر حصہ جیل کی کال کوٹھڑیوں اور سفر میں گزارا۔ وہاں میرے نانا مرحوم میاں صوفی عبدالمجید احرار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امیر شریعت کے ایک سپاہی کی حیثیت سے ان کے شانہ بشانہ جیل اور ریل کے سفر میں زندگی کا ایک حصہ بتا دیا۔ حضرت امیر شریعتؒ کے انتقال کے بعد میرے نانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ جی کے فرزندوں سے پیار و محبت اور نظریاتی وابستگی کو قائم دائم رکھا۔ جانشینِ امیرِ شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ابناء مولانا امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری، حضرت سید عطاء المومن بخاری، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری سے محبت و اکرام میں فرق نہ آنے دیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے ماسٹر عبدالغفور، راقم عبدالرحمن اور چھوٹے بھائی قاری عبدالرحیم فاروقی کو اس عظیم علمی و روحانی مرکز سے وابستہ رہنے کی تلقین و نصیحت کی۔ ۱۹۷۷ء میں جانشین امیرِ شریعت رحمہ اللہ تعالیٰ سے متعارف کرایا تو الحمدللہ ثم الحمدللہ ان کے دمِ واپسی تک یہ تعلق بدستور قائم رہا۔ اب ان کی اولاد سے بھی قائم و دائم ہے۔ جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ نے اپنے دور نظامت میں مجلس احرار اسلام کو از سر نو منظم کیا تو نظریاتی طور پر کارکنوں کی زبردست تربیت کی۔ مرزائیت، سبائیت، الحاد اور زندقہ کے خلاف بھر پور انداز میں تبلیغ دین حق کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان کی اس تبلیغ کا مرکزی نکتہ سیرتِ رسول ﷺ سیرت ازواج و اصحاب رسول اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے معیار حق ہونے اور دین میں ان کی آئینی حیثیت کا بیان تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ:

''ہم تک اصحاب رسول ﷺ کے واسطہ ہی سے دین پہنچا ہے۔ جب تک ان نفوسِ قدسیہ کی شہادت حق اور آئینی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا جائیگا اس وقت تک دین حق کی صحیح تعبیر ناممکن ہے۔

تبلیغ کا یہ ایک ایسا اصول ہے کہ جس کی حقانیت کے پیش نظر تمام لادین نظریات کی عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔ مجلس احرار اسلام کے منشور میں بھی عقیدہ کی بحث میں صحابہ کرامؓ کے معیار حق ہونے کی بحث کو آپ نے وضاحت سے تحریر کیا ہے۔ یہ خصوصیت صرف مجلس احرار اسلام کو ہی حاصل ہے کہ اس کے منشور میں عقیدہ کی بحث وضاحت کے ساتھ ہے۔ اس ضمن میں شاہ جی تحریر کرتے ہیں:

"آپ کے اصل اور حقیقی اہل بیت یعنی امہات المؤمنین ازواج مطہرات خصوصاً آپ کے صحابہؓ کرام وخلفاء عظام سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان ذوالنورین، سیدنا علی المرتضیٰ، مصلحِ امت سیدنا حسن مجتبیٰ اور سیدنا معاویہ حلیم وجواد علیہم السلام والرضوان آپ کے سچے نائب و جانشین نیز امت کے لئے معیار حق اور مدارِ ہدایت ہیں۔ اور ان کا اسوہ عقائد و اعمال کے متعلق آخری الہامی تشریح اور قانونی سند ہے"۔

راقم شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس وقتاً فوقتاً حاضری دیتا تھا۔ شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ اکثر نصیحت فرماتے اور پوری شدّت سے تلقین کرتے کہ

"پوری زندگی میں امت کے عظیم اور قطعی واحد نمائندہ مغفرت اور جنت کی بشارت یافتہ اکثریت اہل سنت والجماعت کے مذہب و مسلک و مشرب کے واسطہ سے اسوہ اصحاب وازواج رسول علیہم السلام کو ہی اپنے عقیدہ و عمل کی بنیاد اور ہر نقل و حرکت اور ہر قال و حال میں اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھنا فرض واجب سمجھ کر اپنی عمر گزار دینا۔ اور اپنے فکر و عمل سے اپنے گھر، خاندان و برادری اور ماحول کے مسلمانوں کو بھی اسکی دعوت دے کر تبلیغ و دعوت اور شہادتِ حق کا فرض ادا کرتے رہنا چاہیئے تاکہ دین ودنیا کی خیر و فلاح نصیب ہو۔ اللہ کریم بھی راضی ہو، ان کے حبیب علیہ السلام کی شفاعت کبریٰ اور ان کے اصحاب و ازواج علیہم السلام کی خوشنودی اور معیّت و برکات مقدر ہو جائیں۔"

میں کوئی مضمون لکھ بھیجتا تو میری تحریری غلطیوں کی اصلاح فرماتے۔ ایک مرتبہ راقم کا مضمون پڑھتے ہوئے فرمانے لگے کہ:

"آجکل عام روش چل نکلی ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ کے نام پر اکثر لوگ اور اخبارات درود شریف کی بجائے "صلعم"۔ لکھتے ہیں۔ یہ ناجائز و سخت حرام ہے۔ رافضی، سبائی، تبرائی طبقہ نے تعصب و تبرا کی بنیاد پر دین کے ہر مسئلے میں بگاڑ پیدا کرنے اور اپنی طرف سے کوئی نہ کوئی شرارت شامل کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ تاکہ ہر شخص کا ایمان خراب ہو۔ کسی نہ کسی بہانے وہ بھی ہمارے ساتھ تقیہ، تبرا میں شامل ہو جائے۔ ہمارے بھولے بھالے سنّی حضرات انکی پھیلائی ہوئی شازشوں کے جال کو سمجھنے کی بجائے ان کی تقلید میں لگ جاتے ہیں۔ اسکی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ بالخصوص آپ کتاب سعادت الدارین کو پڑھیں اسمیں بھی خاصی رہنمائی مل جائے گی۔"

حضرت شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ اپنے احباب کو مطالعہ کے لئے کوئی کتاب ضرور تجویز فرماتے انہی کی تلقین اور خواہش پر میں نے کتاب "سعادت الدارین" کو پڑھا۔ اس میں اکثر واقعات ہمارے لئے باعث عبرت ہیں اور اصلاح اعمال کا موجب ہیں۔ ایک مقام پر لکھا تھا:

درود شریف کے بدلے "صلعم" لکھنا ناجائز و سخت حرام ہے یونہی رضی اللہ عنہ کی جگہ "رض"، رحمتہ اللہ علیہ کی جگہ "رح" لکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے جن لوگوں کے نام محمد، احمد، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، معاویہ، حسین،

طلحہ، زبیر، مروان، مغیرہ ہوتے ہیں ان ناموں پر "ص"، "ع" لکھتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے۔ اللہ تعالی عزوجل کے نام مبارک کے ساتھ بھی "جل جلالہ" پورا لکھیں۔ آدھے "ج" پر اکتفا نہ کریں۔ کیونکہ "صلعم" کے موجد کا ہاتھ کاٹا گیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ پہلا وہ شخص جس نے درود شریف کا اختصار ایجاد کیا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اللہ اکبر عزوجل کتنا محبت بھرا دور تھا۔ کہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخفف ایجاد کرنے والے کا ہاتھ کاٹ دیا گیا کیوں نہ ہو کہ جو صرف مال کی چوری کرتا ہے اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس بد نصیب نے مال نہیں بلکہ درود شریف چوری کرنے کی کوشش کی تھی، اگر آپ کے دل میں عظمت مصطفی ﷺ راسخ ہے تو بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ مال کی چوری سے شان مصطفی ﷺ میں چوری کرنا زیادہ سنگین جرم ہے اور مذکورہ بالا سزا پھر بھی کم ہے۔ افسوس کہ آجکل یہ چوری عام ہو چکی ہے۔ ہر کتاب، ہر رسالہ، ہر اخبار، "صلعم" اور "ص" سے بھرا پڑا ہے۔

جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری میرا علمی سورج تھے جس کی ضیاء باش کرنوں سے میں ہمہ وقت پستی جہالت کی تاریکیوں کو کافور کرتا رہا میں نے ان کی وفات حسرت آیات کی خبر نواسہ امیر شریعت سید محمد ذوالکفل بخاری صاحب سے سنی۔ بے اختیار میری آنکھیں غمناک ہو گئیں۔ اور بیتے ہوئے تمام لمحات ایک ہی آن میں میرے ذہن میں منعکس ہو گئے جو کہ امیر شریعت کے اس جانشین، عالم باعمل سید ابو معاویہ ابوذر بخاری کی علمی محافل و مجالس میں گزرے انہوں نے اپنی پوری زندگی دین حق کی اشاعت اور تبلیغ اسلام میں گزار دی اور کبھی بھی تبلیغ دین کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ صبر و قناعت کے ساتھ زندگی بسر کر دی۔

شاہ جی فصاحت و بلاغت میں بحر بیکراں تھے۔ خطابت آپ کی میراث تھی۔ جس عنوان پر خطاب فرماتے سامعین آپکی تحقیق و مطالعہ اور فصاحت و بلاغت پر دنگ رہ جاتے۔ وہ عصر حاضر کے عظیم محقق اور بہت بڑے خطیب تھے۔ قرآن کریم سے عشق کا یہ حال تھا کہ آٹھ دس سپارے تلاوت روزمرہ کا معمول تھا۔ رمضان المبارک کی مقدس ساعتوں میں خواص کو بھی ملنے کی اجازت نہ ہوتی۔

ایک مرتبہ عید الفطر کے تیسرے روز حاضری کا اتفاق ہوا۔ تو فرمانے لگے جامی، اب جسمانی ضعف غالب ہے۔ بارہ ختم قرآن ہوئے ہیں۔ اس مرتبہ طبیعت بہت ہی اداس رہی اچھا کیا بہت جلد آ گئے۔ سارا دن بٹھائے رکھا۔ سارا دن محفل جمی رہی۔ شاہ جی کا سلسلۂ بیعت حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ العزیز سے تھا ان کے حالات سنا کر آبدیدہ ہو جاتے۔ بیماری اور ضعف کی وجہ سے مختصر ملاقات کرتے مگر ہمارے ساتھ بے تکلفی کی وجہ سے نصف نصف دن گزار دیتے۔ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا سید حسین احمد مدنی، علامہ محمد انور شاہ کاشمیری، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ الہند مولانا محمود حسن کا تذکرہ کرتے ہوئے اکثر آبدیدہ ہو جاتے فرماتے اب کہاں سے لاؤں ایسی ہستیاں جن کے ملنے سے ایمان تروتازہ ہو جاتا۔ فالج کے شدید حملہ سے آخر میں زبان میں لکنت آ گئی تھی۔ بالآخر پیغام اجل آ گیا۔ عظیم باپ کا یہ عظیم بیٹا اپنے عظیم والد اور عظیم والدہ صاحبہ کے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے لاکھوں مداحوں اور احرار کے ہزاروں کارکنوں کو داغ مفارقت دیکر ابدی نیند سو گیا۔